ہجرتِ نبوی ﷺ کا بیان

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى سَيّد الأَنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرُود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

ہجرتِ نبوی کا واقعہ اور اس کے اَسباب

عزیزانِ محترم! ہجرتِ نبوی ﷺ تاریخِ اسلام بلکہ تاریخِ عالَم میں ایک عظیم باب ہے، اس میں شجاعت، صبر، توکُّل، امن واَمان اور رَواداری کی ایک نئی تاریخ رقم کی گئی ہے، اللہ کے حبیب ﷺ مکۂ مکرّمہ میں لوگوں کو تیرہ ۱۳سال تک اللہ تعالیٰ کی وَحدانیّت کی طرف بُلاتے رہے، ان کے ذہنوں سے شرک کی جَہالت وخُرافات کو مٹاتے رہے؛ تاکہ انسان اپنے ربِ کریم کے قُرب کے اعلیٰ مَراتب حاصل کرسکے، مگر اِس دَوران کفارِ مکّہ والیٔ کونَین ﷺ سے جھگڑتے رہے، آپ کو اَذیّت پہنچاتے رہے،

یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قتل کے دَر پے ہوگئے، اُن کے اِس ناپاک ارادے پر اِطلاع فرماتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللهُ واللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾(١) "اے حبیب! یاد کرو جب کفّار تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر دیں، یا شہید کردیں، یا نکال دیں، وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ تعالی اپنی خُفیہ تدبیر فرماتا تھا، اور اللہ تعالی کی خُفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے"۔

چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے نبئ مکرّم ﷺ کی کفّار کے مکر وفریب سے حفاظت فرمائی، کہ رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے سے گزر گئے، لیکن وہ آپ کو دیکھ نہ سکے، آپ ﷺ نے مُٹھی بھر خاک لے کر اُن کی طرف پھینکی اور قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدّاً وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدّاً فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾(٢) "ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی، اور اُن کے پیچھے ایک دیوار، اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا؛ تو انہیں کچھ نہیں دِکھائی دیتا"۔ اس طرح اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ سے کفّارِ قریش کے مکر کو دُور فرمایا۔

---

(١) پ٩، الأنفال: ٣٠.

(٢) پ٢٢، يس: ٩.

کفّارِ مکّہ حضورِ اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقُب کرتے ہوئے غارِ ثور تک پہنچے، مگر اِن دونوں حضراتِ قُدسیہ تک رَسائی حاصل نہ کر سکے، تب حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پریشانی پر مصطفی جانِ رَحمت ﷺ نے فرمایا: «مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ، اللهُ ثَالِثُهُمَا!»[1] "اے ابو بکر! اُن دو۲ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالی ہے!"، یعنی اللہ تعالی جب ہمارے ساتھ ہے تو وہ انہیں ہم تک پہنچنے نہیں دے گا، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿إِذْ هُمَا فِي الغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾[2] "وہ دونوں حضرات غار میں تھے، جب اپنے دوست سے فرمایا کہ: غم نہ کھاؤ! یقیناً اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے، تب اللہ تعالی نے اُس پر اپنی طرف سے اطمینان اُتارا"۔

تین ۳ راتوں تک غارِ ثور میں ٹھہرے رہے، حضرت سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان حضراتِ قدسیہ کے لیے کھانے پینے کا سامان لاتی رہیں، حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالات سے آگاہ کرتے رہے، اس دَوران مکۂ مکرمہ سے مدینہ طیّبہ کے ما بین کفّارِ ان حضراتِ قدسیہ کو تلاش کرتے رہے، عبداللہ بن اریقط سے

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ر: ٣٦٥٣، صـ٦١٣.

(۲) پ۱۰، التوبة: ٤٠.

اُجرت طے کی کہ وہ اِنہیں مدینہ پاک کا راستہ دِکھاتے رہیں، اس طرح سرکارِ دوعالَم ﷺ حضرتِ سیّدنا ابوبکر کے ساتھ بخیروعافیت مدینۂ منوّرہ پہنچ گئے۔

میرے عزیز دوستو! ہجرت وصل کی ضد ہے، وصل کا معنٰی ملاقات اور ہجرت کا معنی جُدائی ہے، دارالحرب سے نکل کر دارالاسلام کی طرف منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے، انسان زندگی میں جب بھی سفر، ہجرت و نقل مکانی کرتا ہے، اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے، مثلاً تعلیم و تعلّم، رہن سہن، علاج مُعالجہ، دینی و دُنیاوی مُعاملات اور حفاظتِ جان وایمان وغیرہ، تاجدارِ رسالت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہجرت کا بھی ایک اہم سبب تھا؛ کہ آپ ﷺ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو کفّار نے ستایا، ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، مُعاشرتی بائیکاٹ کیا گیا، الغرض طرح طرح سے اذیّت پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی، جس کے باعث آپ ﷺ نے مکۂ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ ہجرت فرمائی۔

واقعۂ ہجرتِ نبوی میں غور وفکر

محترم بھائیو! اَقوامِ عالَم اُن عظیم واقعات کو تاریخ کا حصہ بناتی ہیں جن میں کوئی اَہم کارنامہ رُونما ہوا ہو، یا پھر اُن واقعات سے کوئی عظیم سبق حاصل ہو رہا ہو، واقعۂ ہجرتِ نبوی میں غور وفکر کرنے سے نبیٔ پاک ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کے مختلف پہلو واضح ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) مخلوق کی ہدایت ورَہنمائی کی خاطر اذیّتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں، راہِ خدا میں شدید اَذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہذا صبر کا دامن

ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے،(۲) درگزر سے کام لیتے ہوئے دشمنوں کو بھی مُعاف کر دیا جائے؛ تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں، (۳) صبر کا انجام اچھا، اور پھل میٹھا ہوتا ہے، صبر کرنے والے کا اللہ تعالی پر یقین مضبوط ہوتا، اسے کامل توکُّل کی دَولت نصیب ہوتی ہے،(۴) واقعۂ ہجرت سے معلوم ہوا کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے، (۵)واقعۂ ہجرت سے اَمانتداری کا درس بھی ملتا ہے، کہ بوقتِ ہجرت حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضی کرّم اللہُ وَجہہ الکریم کو اپنے بسترِ مبارک پر لِٹایا، اور جو جو امانتیں لوگوں نے آپ ﷺ کے پاس رکھوائی تھیں، حضرتِ سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سپرد کرکے اُنہیں ان لوگوں تک پہنچانے کی تاکید فرمائی۔

ہجرت قیامِ وطن کی بھی دعوت دیتی ہے

میرے بزرگو ودوستو! ہجرتِ نبوی ﷺ ہمیں ملک وقَوم کی یکجہتی اور قیامِ وطن کی دعوت دیتی ہے، جبکہ دِینِ اسلام نے ہمیشہ اتفاق واتحاد، اُلفت ومحبت، رَواداری، مُعاشرے کی فلاح، ترقی واستحکام، صبرو تحمّل، مُساوات، اُخوّت، عدل وانصاف کی پاسداری، امن وامان اور باہمی رَواداری کا درس دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيْعُوا اللهَ وَرَسُوْلَهٗ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾[1] "اللہ تعالی سے ڈرو، اور اپنے آپس میں مَیل جَول رکھو، اور اللہ

---

(۱) پ۹، الأنفال: ۱.

ورسول کاحکم مانو، اگر ایمان رکھتے ہو!"۔ یعنی آپس میں مُل جُل کر رہنے میں کامیابی وکامرانی ہے، شہری وملکی استحکام، ملک وقَوم کی ترقی وخوشحالی، اور امن وامان، اتفاق واتحاد سے ہے، رَحمتِ کونَین ﷺ نے ہمیشہ شہری استحکام وقیام، امن وامان اور اتفاق واتحاد کا درس دیا، نیز مدینہ منوّرہ پہنچ کر بھی ریاست کے قیام، مُساوات، انصاف، تعاوُن، باہمی تعلقات اور حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنایا۔

ہجرتِ نبوی میں حُبُّ الوطنی کادرس

حضراتِ گرامی قدر! ہجرتِ نبوی ہمیں ملک ووطن سے محبت کادرس دیتی ہے، اپنے ملک ووطن سے محبت ایک فطری عمل وجذبہ ہے، جوہَر انسان وذی رُوح میں پایاجاتاہے، جہاں انسان پیدا ہوتاہے، زندگی کے شب وروز گزارتاہے، جہاں رشتہ دار، عزیزواَقارب، والدَین ہوتے ہیں، اُس کی ہر چیز سے اِس کی یادیں وابستہ ہوتی ہیں، محبتِ وطن اور تحفّظِ وطن ایمان کا حصہ ہے، جب سرکارِ ابد قرار ﷺ مکۂ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منوّرہ جانے لگے، تب آپ ﷺ کومکۂ مکرمہ چھوڑنے پر شدید ملال تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ إِلٰى مَعَادٍ﴾[1] "یقیناً جس نے تم پر قرآن فرض کیا، وہ تمہیں پھیر لے جائے گا، جہاں تم پھرنا چاہتے ہو"۔ "یعنی اللہ تعالیٰ آپ

---

(۱) پ۲۰، القصص: ۸۵.

کو فتحِ مکّہ کے دن مکہ مکرّمہ میں بڑی شان وشوکت، عزّت ووَقار اور غلبہ واِقتِدار کے ساتھ داخل فرمائے گا، وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیرِ فرمان ہوں گے"[1]۔ اللہ تعالی نے یہ وعدہ پورا فرمایا، لہذا فتحِ مکّہ کے وقت حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بڑی شان سے مکّہ مکرّمہ میں داخل فرمایا۔

حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، کہ جب رحمتِ عالَمیان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مکۂ مکرّمہ سے ہجرت کرنے لگے تب سرزمینِ مکّہ سے مخاطِب ہوکر فرمایا: «مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْ لاَ أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ»[2] "اے سرزمینِ مکّہ! تُو کس قدر پاکیزہ اور مجھے محبوب شہر ہے، اگر مجھے میری قَوم یہاں سے نہ نکالتی، تو میں تیرے سِوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا"، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب مدینہ منوّرہ پہنچے تو مدینے سے محبت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا: «اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ»[3] "اے اللہ! مکّے کی طرح مدینہ کو بھی ہمارے لیے پیارا کردے، بلکہ اُس سے بھی زیادہ"۔ تو معلوم ہوا کہ اپنے وطن سے محبت ایک فطری عمل، اور انبیائے کرام کا طریقہ بھی ہے۔

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" ص ۶۳۲۔

(٢) "جامع الترمذي" أبوابُ المناقِب، ر: ٣٩٢٦، صـ٨٨٣.

(٣) "صحيح البخاري" كتابُ الفضائل المدينة، ر: ٣٩٢٦، صـ٦٦٣.

اے اللہ! ہمیں صبر و شکر، اِطاعت و فرمانبرداری، اتفاق و اتحاد، عفو و درگزر، دِینِ اسلام پر استقامت اور اپنے وطن سے محبت کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن و سُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت، اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت و شکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! مُتّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اور اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.